آنکس کہ خود ز ضعف و مرض لاغری کند ۔ ہم دعوے مسیحی و پیغمبری کند

خوش گفت بندہ ایں سخن کہن سال روزگار ۔ از خویشتن گم ست کرا رہبری کند

رسالہ فتح اسلام اور اسکے حواشی توضیح المرام و ازالۃ الاوہام

پر

ریویو

دعویٰ مسیحائی و خود آپ ہیں بیمار

کیا خوب! خود اپنا بھی مداوا نہیں کرتے

کیا فائدہ دعویٰ سے جو خود رہتے ہو بیمار

کیوں صاف نہیں کہتے ہم اچھا نہیں کرتے

اور

انکے مؤلف

خیالی مسیح اور اسکے ایک فرضی حواری

سے

گفتگو

ریویو کو ہم ایک خاص وجہ سے مؤخر کرتے ہیں۔ اس سے پہلے اُس گفتگو کو نقل کرتے ہیں جو ہم میں اور خیالی مسیح اور اسکے ایک فرضی حواری میں بذریعہ مراسلت ہوئی ہے۔

(وہ یہ ہے)

لاہور ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء نمبر ۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دعا فاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا رسالہ فتح اسلام امرتسر میں چھپ ہی رہا تھا کہ میں اتفاقاً امرتسر پہنچا۔ اور میں نے اس رسالہ کے پروف مطبع ریاض ہند سے منگا کر انکو دیکھا اور پڑھوا کر سنا۔

اس رسالہ کے دیکھنے اور سننے سے مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ آپ نے اسمیں یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ موعود مسیح جنکے قیامت سے پہلے آنے کا خدا تعالیٰ نے اپنی کلام مجید* میں اشارۃً اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کلام مبارک میں جو صحاح احادیث میں موجود ہے۔ صراحتہً وعدہ دیا ہے وہ آپ ہی ہیں جو مسیح ابن مریم کے مثیل کہلاتے ہیں۔ نہ وہ مسیح ابن مریم جنکو عام اہل اسلام مسیح موعود سمجھتے رہیں۔ مسیح ابن مریم کو مسیح موعود سمجھنے میں عام اہل اسلام نے غلطی کی ہے۔ اور دھوکا کھایا ہے۔ اور ان احادیث کو جو مسیح موعود کی نسبت صحاح میں وارد ہیں غور سے نہیں دیکھا۔

میں نے اس اپنی سمجھ کی تصدیق کے لئے پہلے مولوی عبد الکریم عرف کریم بخش سیالکوٹی کی وساطت سے آپ سے دریافت کیا تھا کہ اپنے مسیح موعود ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ پھر مشفقی مولوی نور الدین صاحب حکیم

* قرآن کی ان آیات میں اشارات ہیں۔ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء ع ۲۳) وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا (زخرف ع ۶) اور احادیث صحیحین وغیرہ میں تصریحات بکثرت ہیں۔ ان سب کی تفصیل ریویو میں ہو گی انشاء اللہ

جموں کے ذریعہ سے یہ سوال کیا۔ مگر ان دونو صاحبوں نے آج تک نہ تو آپکی طرف سے میرے سوال کا کوئی جواب پہنچایا۔ اور نہ خود کچھ کہا۔ اب میں بار سوم براہ راست آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اس دعوے سے کیا آپکی وہی مراد ہے جو اوپر معروض ہوئی۔ اور وہ آپکے رسالے کے فقرات ذیل سے مفہوم ہوتی ہے "تم شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جسکا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گزر گئے۔ اور بے شمار روحیں اسی شوق میں سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پالیا" (صفحہ ۱)[*] "مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے" (صفحہ ۱۶)[*] "مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے۔ تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کردیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں" (صفحہ ۱۷) تیسرا نشان یہ ہے کہ "وہ برگزیدہ نبی جس پر تم ایمان لانے کا دعوے کرتے ہو اس پاک نبی نے اس عاجز کے بارے میں لکھا ہے۔ جو تمہاری صحاح میں موجود ہے جس پر آج تک تم نے غور نہیں کی" (صفحہ ۲۳) یا اس دعویٰ سے آپ کی مراد کچھ اور ہے اگر وہی مراد ہے۔ تو صرف "ہاں" یا "نعم" فرمادیں زیادہ توضیح کی تکلیف نہ اوٹھاویں۔

اور اگر اس دعویٰ سے کچھ اور مراد ہے تو اس کی توضیح کریں۔ اس خط کا جواب پاکر میں اس دعویٰ کی نسبت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں بذریعہ تحریر ہو یا بواسطہ تقریر۔ امید کہ آپ جواب سے دریغ نفرماویں گے اور اگر جواب سے آپنے سکوت فرمایا۔ تو اس سے بحکم "السکوت فی معرض البیان بیان" یہ سمجھا جائیگا۔ کہ اس دعویٰ سے آپکی وہی مراد ہے جو خاکسار نے عرض کیا ہے۔ اور اس پر جو کہنا ہے سو کہا جائے گا۔ اسکے بعد آپ کو یا آپکے اتباع کو کوئی تاویل کرنے کا موقع نہ ملیگا۔ اسی غرض سے اس خط کی نقلیں بعض خلص اتباع

[*] یہ نمبر صفحات رسالہ فتح اسلام کے ہیں

جناب کے پاس بھیجی گئی ہیں۔ والسلام مع الاکرام۔　　(آپکا ناصح خیر خواہ)
ابوسعید محمد حسین۔

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز کی طبیعت علیل ہے۔ اخویم منشی عبدالحق صاحب کو تاکید فرما دیں۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو معمولی گولیاں ارسال فرمائیں۔ توجہ سے کہدیں۔ افسوس کہ میری علالت طبع کے وقت آپ عیادت کے لئے بھی تشریف نہیں آئے۔ اور آپکے استفسار کے جواب میں صرف "ہاں" کافی سمجھتا ہوں۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد ۵ فروری ۱۸۹۱ء)

لاہور ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء　　نمبر ۶۴

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپکا کارڈ میں نے وصول پایا۔ مجھے کمال افسوس ہے کہ مجھے آپ کے اس دعوے کا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ خلاف مشتہر کرنا پڑا۔ اس الہام کو آپ خدا تعالیٰ کیطرف سے سمجھتے ہیں تو خدا کی جناب میں دعا کریں کہ وہ مجھے اس خلاف سے روکے۔

آپ اگر اس دعویٰ میں حضرت خضر کی[1] کیطرح معذور ہیں تو میں اسکی انکار

---

[1] حضرت خضر کا چلتی کشتی کے تختے کو اکھاڑ دینا۔ ایک بیگناہ لڑکے کی جان مارنا۔ ایک گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کر دینا۔ اور حضرت موسیٰ کا ان تینوں فعلوں پر معترض ہونا۔ سورہ کہف کے رکوع ۹ میں مذکور ہے۔ اسکی تفصیل بھی ریویو میں ہوگی۔

[illegible]

اور خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح مجبور ہوں۔ آپکے رسائل توضیح المرام اور ازالۃ الاوہام میرے خلاف کو نہیں روک سکینگے۔ مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپکے حواریین۔ آپکا مسیح موعود ہونا ثابت نہ کر سکینگے۔

تاہم آپ ان تینوں رسائل کی تین تین کاپیاں ارسال کریں میں انکو غور سے دیکھوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولوی نورالدین صاحب نے میرے پاس کوئی رسالہ نہیں بھیجا۔ وہ مجھ سے صرف آپکی وجہ سے ناراض ہیں (۳) منشی عبدالحق کو آپکا پیام پہنچا دیا میں آپ سے ملونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر جلد نہیں مل سکتا۔

آپکا ناصح
ابو سعید محمد حسین۔

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملہ[۱]

نحمدہ و نصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز اسکی طرف سے مامور ہے۔ اور ایسے امور میں جہاں عوام کے فتنے کا اندیشہ ہے۔ جب تک کامل امر قطعی اور یقینی طور پر اس عاجز پر ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہرگز زبان پر نہیں[۱] آتا۔ لیکن اسمیں کچھ حکمت خداوند کریم کی ہوگی۔ کہ اس نزول مسیح کے مسئلے میں جسکو اصل اور لب اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ایک مسلمان پر اسکی اصل کیفیت کھولی گئی ہے۔ جس پر بوجہ اخوت حسن ظن[۲] بھی

[۱] ایسا ہی اصل خط میں "آتا" کا لفظ ہے۔ [۲] حسن ظنی کی ایک حد مقرر ہونی چاہیے۔ کیا اگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی آخر الزمان ہوں۔ یا مجھے الہام میں شراب کی اجازت ہو گئی ہے تو ہم اور آپ اسکے حقمیں حسن ظنی کرینگے۔ ہرگز نہیں۔ اسکی اور توضیح ریویو میں ہوگی۔

کرنا چاہیئے۔ اُن مکرم کو مخالفانہ تحریر کے لئے جوش دیا گیا ہے۔ اور میں جانتا
ہوں کہ آپ کی اسمیں نیت بخیر ہوگی۔ اور اگرچہ مجھے آپ کے استعجال کی نسبت شکایت
ہو۔ اور اسکو رو برو یا غائبانہ بیان بھی کروں۔ مگر آپ کی نیت کی نسبت مجھے
حسن ظن ہے۔ اور آپ کو زمانہ حال کے اکثر علماء بلکہ اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ تو
بعض ملہمی جد و جہد کے کاموں کے لحاظ سے مولوی نذیر حسین صاحب سے
بھی بہتر سمجھتا ہوں۔ اور اگرچہ میں آپ سے ان باتوں کی شکایت کروں۔ تاہم
مجھے بوجہ آپکی صفائی باطن کے آپ سے محبت ہے۔ اگر میں شناخت نہ کیا
جاؤں۔ تو میں سمجھونگا کہ میرے لئے یہی مقدر تھا۔ مجھے فتح اور شکست سے
بھی کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ عبودیت اور اطاعت حکم سے غرض ہے۔ میں جانتا
ہوں کہ اس خلاف میں آپکی نیت بخیر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک بہتر ہے۔ کہ آپ
اوّل مجھ سے بات چیت کر کے اور میری کتابوں کو یعنے رسالہ ثلثہ کو دیکھ کر پھر
تحریر کریں۔ مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں۔ کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر
آمادہ ہوں کیونکہ یہ مخالفت رائے بھی حق کے لئے ہوگی۔ کل میں نے اپنے بازو پر یہ
لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا۔ کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے
اور اسکے ساتھ مجھے الہام ہوا۔ ان معی ربی سیھدین۔ سو میں جانتا ہوں
کہ خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی حجت ظاہر کردیگا۔ میں آپکے لئے دعا کرونگا
مگر ضرور ہے کہ جو آپکے لئے مقدر ہے۔ وہ سب آپکے ہاتھ سے پورا ہو جائے
حضرت موسےٰ کی جو آپنے مثل لکھی ہے اشارۃ النص پایا جاتا ہے۔ کہ ایسا نہیں
کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ موسیٰ نے کیا۔ اس قصے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے

ا‌ے بے شک میں اس وجہ سے ناراض ہوں۔ مولانا و شیخنا و شیخ الکل کے معلومات
سے میری معلومات کو وہ نسبت ہے۔ جو بادشاہ سے ایک گدا کو ہے۔ اس تفصیل
معلومات کے مقابلہ میں میرے وہ کام لائق شمار نہیں ہیں۔

غرض بھی یہی ہے۔ کہ تا آئندہ حق کے طالب معارف روحانیہ اور عجائبات مخفیہ کے کھلنے کے شائق رہیں۔ حضرت موسٰی کیطرح جلدی نہ کریں حدیث صحیح بھی[ل] اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اب مجھے آپ کی ملاقات کیلئے صحت حاصل ہے۔ اگر آپ بٹالے میں آجائیں تو اگرچہ میں بیمار ہوں۔ اور دوران سر اس قدر ہے۔ کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی۔ تاہم افتاں وخیزاں آپکے پاس پہنچ سکتا ہوں۔ بقول رنگین ؎

وہ نہ آوے تو تو ہی چل رنگین ٭ اس میں کیا تیری شان جاتی ہے ٭

ازالۃ الاوہام ابھی چھپ کر نہیں آیا۔ فتح اسلام اور توضیح المرام ارسال خدمت ہیں

(الراقم غلام احمد از قادیان)

اسکا جواب

لاہور ۱۶ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہم اللہ تعالے وعافاہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا محبت نامہ اور پمفلٹ توضیح المرام موصول ہوئے۔ ایضاح کو جیسا میں نے دیکھا اس نے میری مخالفت رائے کو اور پختہ کر دیا اور مجھے امید ہے۔ کہ جو مخالف مضامین فتح اسلام اسکو دیکھیگا وہ اس مخالفت میں اور پختہ ہوگا (۳) قیاس مقتضی ہے کہ ایسا ہی ازالۃ الاوہام ہوگا۔ بہذا میں اسکے مضامین کو دیکھنے یا سننے کے بغیر اپنے خلاف کا اشتہار کرنا۔ اور آپ کی شکایت استعجال کا مورد بننا نہیں چاہتا۔ لہذا ملتمس ہوں کہ اگر وہ رسالہ چھپ گیا ہو تو جلد ارسال فرماویں۔ اور اگر اسکے چھپنے میں توقف ہے۔ تو اس کے مضامین کو آپ زبانی بیان کریں۔ میں حاضر ہو کر سننے کو تیار ہوں (۴) میں ایک شب کے لئے قادیاں میں خود پہنچ سکتا ہوں۔ اور اگر اس سے زیادہ وقت

[ل] اس حدیث صحیح کا جسکی طرف یہ اشارہ کرتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت پر سکوت کیا جائے اور نہ قرآن میں یہ اشارہ ہے۔ اسکی تفصیل نبی ریویو میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

آپ چاہتے ہیں۔ تو آپ بٹالہ میں تشریف لاویں اور جب تک چاہیں میرے غریب خانہ
پر رہیں اور اظہار۔ مافی الضمیر کریں (۵) مولوی نور الدین صاحب سے آپکے معاملہ میں جو
مراسلت[1] ہوتی ہے اسکی نقل اس غرض سے ارسال خدمت ہے کہ آپ اس مراسلت
کی نسبت اپنی رائے ظاہر فرمائیں کہ وہ آپکی مصیب ہیں یا مخطی۔ مصیب ہیں تو اس کی
توضیح سے مجھے متنبہ کریں اور اگر مخطی ہیں تو انکی خطا پر انکو آگاہ فرمائیں۔ آپ رسالہ
فتح اسلام میں انکو نور الٰہی اور روحانی بیان کر چکے ہیں۔ انکے اس جواب سے اسکا
خلاف مفہوم ہوتا ہے۔

آپکا خیر خواہ

ابو سعید محمد حسین

اسکا جواب

نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا۔ چونکہ آں مکرم عزم بحث کر چکے ہیں تو
پھر میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس عاجز کی طبیعت بیمار ہے دوران سر اور
ضعف بہت ہے۔ ایسی طاقت نہیں کہ کثرت سے بات کروں جس حالت میں
آں مکرم کسی طور سے اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ اور ایسا ہی یہ عاجز اس
بصیرت اور علم سے اپنے تئیں نابینا نہیں کر سکتا جو حضرت احدیت جل شانہ
نے بخشا ہے۔ اس صورت میں گفتگو عبث[2] ہے۔ رسالہ ابھی کسیقدر باقی ہے۔
ناقص کو میں بھیج نہیں سکتا۔ اس جگہ آنے کے لئے آں مکرم کو یہ عاجز تکلیف
دینا نہیں چاہتا۔ مگر ۲۴ فروری ۱۸۹۱ء کو یہ عاجز انشاء اللہ القدیر لودیانہ کے
ارادہ سے بٹالہ میں پہنچیگا وہاں صرف آپکی ملاقات کرنے کا شوق ہے۔ گفتگو کی

[1] اس مراسلت کی نقل بعد اختتام نقل مراسلت مرزا صاحب ہوگی انشاء اللہ تعالے۔
[2] یہ صاف خالصہ سے گفتگو کرنے سے مرزا صاحب کا انکار صریح ہوا ہے۔

ضرورت نہیں اور یہ عاجز للہ آپکے ان الفاظ کے استعمال سے جو مخالفانہ تحریر کی حالت میں کبھی حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ یا اپنے بھائی کی تذلیل اور بدگمانی تک نوبت پہنچاتے ہیں معاف کرتا ہے۔ واللہ علی ما قلت شہید۔

چند روز کا ذکر ہے کہ پرانے کاغذات کو دیکھتے دیکھتے۔ ایک پرچہ نکل آیا۔ جو میں نے اپنے ہاتھ سے بطور یادداشت کے لکھا تھا۔ اس میں تحریر تھا کہ یہ پرچہ ۵۔ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء کو لکھا گیا ہے۔ مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کر کے کوئی تحریر چھپوائی ہے۔ اور اسکی سرخی میری نسبت "کمینہ" رکھی ہے۔ معلوم نہیں اس کے کیا معنے ہیں۔ اور وہ تحریر پڑھکر کہا ہے۔ کہ آپ کو میں نے منع کیا تھا۔ پھر آپنے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ ھذا ما رایت واللہ اعلم بتاویلہ۔

چونکہ حتے الوسع خواب کی تصدیق کے لئے کوشش مسنون ہے۔ اس لئے میں آں مکرم کو منع بھی کرتا ہوں کہ آپ اس ارادہ سے دستکش رہیں۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ میں اپنے دعوے میں صادق ہوں۔ اور اگر صادق نہیں تو پھر ان یک کاذبا کی تہدید پیش آنیوالی ہے (ل) لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تدخل نفسک فیما لا تعلم حقیقتہ یا اخی وفوض امری الی اللہ یعطک اجر صبرک یا اخی وانا انظر الی السماء وارجو تائید اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون والسلام علی من اتبع الھدٰے۔

(ل) اس عبارت عربی کا ترجمہ یہ ہے۔ جس چیز کا تجھے حال معلوم نہیں اسکے پیچھے نہ لگ اور جس چیز کی حقیقت تجھے معلوم نہیں اسمیں دخل نہ دے۔ میرے معاملہ کو خدا کی سپرد کر۔ خدا تجھ اسکا اجر دیگا۔ اے میرے بھائی۔ اور میں آسمان کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور خدا کی تائید کا امیدوار ہوں میں خدا کیطرف سے وہ علم دیا گیا ہوں۔ جو تم لوگ (علماء ظاہر) نہیں دیئے گئے۔ سلام ہو اسپر جو ہدایت کا پیرو ہو

زور دینے کے لئے ان الفاظ پر خط کھینچا گیا ہے۔

حضرت اخویم حبی فی سبیل اللہ مولوی حکیم نورالدین۔ اور آں مکرم کی تحریرات میں یہ عاجز دخل دینا نہیں چاہتا۔ (خاکسار غلام احمد)

اسکا جواب

لاہور ۱۷ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالے وعافاہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ کے جواب میں عرض ہے کہ خاکسار شب و روز بطور استخارہ مسنونہ بہت بدعا رہتا ہے اور جناب باری میں التجا کرتا ہے۔ کہ آپ کے جواب و خطاب میں خدا تعالیٰ مجھ سے اپنے حق سے زائد نہ کہلوائے۔ اور میرے قلم سے ایسی بات نہ نکلوائے۔ جس کی جوابدہی میرے ذمہ لازم ہو۔

مجھے آنحضرت کا یہ ارشاد (۱) لا تکلم بکلام تعتذر منہ غداً۔ اکثر اوقات پیش نظر رہتا ہے۔ اور مجھے خدا تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ آپکے خطاب میں کوئی ایسی بات نہ لکھونگا جو آپ کی کلام کے منطوق یا قطعی مفہوم سے ثابت نہو۔ اور میں اس جواب میں (۲) حسن ظنی ہاتھ سے نہ دونگا اور سوء ظنی سے کام نہ لونگا۔ اور میں کوئی کلمہ توہین و تحقیر آپ کے حق میں نہ لکھونگا۔ مگر ایسا کلمہ جسکو میں حق اور بحکم شریعت صادق سمجھونگا۔ (جیسے آپکا مسیح موعود نہونا۔ یا اس دعوی میں آپکا منجانب اللہ ملہم ہونا) اس کو آپ توہین اور تحقیر سمجھیں تو میں آپ میں معذور و مجبور ہوں (۳) لکل امرئ ما نوی

(۴) الہام ۵ جنوری ۱۸۹۱ء کے مضمون کی سرخی جو آپنے لکھی ہے وہ پڑھی نہیں

---

(۱) یعنی ایسی بات نہ کہہ جسکی بابت کل کو (قیامت کے دن) تجھے عذر کرنا پڑے۔

(۲) یعنی اس شرط سے اور اس حد تک جسکا ذکر صفحہ ۱۶۳ کے حاشیہ نمبر ۲ میں ہوا ہے۔

(۳) یعنی ایک آدمی کو اسکے فعل پر اسکی نیت کا پھل ملیگا۔

(۴) وہ لفظ "کمینہ" ہے جو صفحہ (۱۶۱) میں ہے۔ وہ صاف پڑھا نہیں گیا تھا۔

گئی۔ اسکو واضح کرکے لکھیں (۳) ازالۃ الاوہام کے جس قدر اوراق چھپے ہیں بھیجدیں۔ باقی جب چھپیں تب سہی۔ اور اگر مجھکو اجازت ہو۔ تو میں مطبع سے پروف دیکھ لوں۔ (۴) مجھے نہایت افسوس ہے۔ اور بلحاظ آپ کے روحانی اور بے لگاؤ ہونے کے (جیسا کہ آپ مدعی ہیں) آپ پر شکایت ہے کہ آپنے مولوی نورالدین صاحب کی مراسلت کے متعلق اپنی رائے ظاہر نفرمائی۔ آپکی رائے انکی فیور (تائید) میں ہے تو مجھ پر اسکا اظہار کرنے سے آپکو تامل نہ چاہیے تھا۔ حق کہنا چاہیے گو تلخ معلوم ہو" اور اگر وہ میری فیور (تائید) میں ہے توبھی اسکا اظہار آپ پر واجب تھا۔ اور انکی فہمایش آپکا فرض تہا۔

وہ تو اپنا دین و دنیا آپ کی راہ میں کر چکے۔ کوئی دنیا دار ایک امر حق کے اظہار سے اعراض کرے تو کوئی تعجب و شکایت کا محل نہیں ہوتا۔ (۵) میں کوشش کرونگا کہ ۲۵ تاریخ فروری ۱۸۹۱ء کو دس بجے دن تک بٹالہ پہنچوں کیا یہ امر ممکن ہے۔ کہ میں اگر بٹالہ نہ آسکوں۔ تو امرتسر میں آپ سے ملوں۔ (۶) ممکن ہو تو بتایئے امرتسر میں آپ کس وقت کی ٹرین میں آئینگے اور کس مقام پر وقفہ کریں گے اور کسقدر کرینگے۔

آپکا خیر خواہ قدیم

(ابو سعید محمد حسین)

اسکا جواب

نمبر ۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ بخدمت محبی اخویم مکرم ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ یہ عاجز اپنی دانست میں تا تمام مضمون ازالۃ الاوہام کا آں مکرم کو دکھلانا

مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر اس عاجز کی رائے میں صرف بیس پچیس روز تک رسالہ ازالۃ الاوہام چھپ جائیگا کچھ بہت دیر نہیں ہے پھر انشاءاللہ القدیر سب سے پہلے یہ عاجز آں مکرم کی خدمت میں بھیجدیگا۔ آں مکرم کو معلوم ہوگا کہ درحقیقت[1] ان رسالوں میں کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بلاکم وبیش یہ وہی دعویٰ ہے جس کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے جسکی آں مکرم اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں امکانی طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر متعجب ہوں کہ اب پھر دوسری مرتبہ آں مکرم کو دیکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ کیا وہی کافی نہیں جو پہلے آں مکرم اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۷ میں تحریر فرما چکے ہیں۔ جبکہ اول سے آخر تک وہی دعویٰ وہی مضمون وہی بات ہے۔ تو پھر آپ جیسے محقق کی نگاہ میں نیا معلوم ہو کسقدر تعجب ہے۔

یہ عاجز رسالہ ازالۃ الاوہام میں آں مکرم کے ریویو کی بعض عبارتیں درج بھی کر چکا ہے۔ اس عاجز نے جو ۵ جنوری ۱۸۹۱ء کو خواب دیکھی تھی۔ اسکی سرخی "کمینہ" تھا جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

پھر بھی میں آں مکرم کو للہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس ساوی امر میں آپ کا دخل دینا مناسب نہیں مثیل مسیح کا دعویٰ کوئی امر عندالشرع مستبعد نہیں۔

اگر آپ ناراض نہ ہوں تو اس عاجز کی دانست میں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مقابل آپکی تحریر میں کسقدر سختی تھی۔ خدا تعالیٰ انکسار اور تذلل کو ہمیشہ پسند کرتا ہے۔ اور علما کے اخلاق اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے اعلیٰ درجے کے چاہئیں۔ جس دین کی حمایت اور ہمدردی کیلئے دن رات کوششیں ہو رہی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ اللہ اور رسول کی منشاء کے موافق ہمارے جمیع احوال وافعال وحرکات

[1] اس عبارت کو جسپر خط دیا گیا ہے۔ ناظرین یاد رکھیں۔ ہماری خط بحری ۱۲۰ کو پڑھنے کے وقت اسکو دیکھیں اور داد دیں کہ اسمیں کسقدر مغالطہ ہے۔

نوٹ [illegible]

سکنات ہو جائیں۔

میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور اظہار اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں۔

مجھے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک سخت بیدین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کی الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسیقدر اس عاجز نے واغلظ علیہم[1] پر عمل کیا۔ مگر وہ چونکہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اسلئے الہام ہوا کہ تیرے بیان میں سختی بہت ہے رفق چاہیئے رفق۔ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو ہم کیا چیز ہمارا علم کیا چیز۔ اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے تو اوس سے کیا کم کریگی۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں خاک بھی بنے رہیں۔ جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا۔ تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بے عزتی اچھی ہے۔ جس سے ہم مورد عتاب ہو جائیں۔

آپ کی تحریر اگر اسطرح پر ہوتی کہ جسقدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ملیں یا میں ملوں۔ تو بیان کرونگا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔

یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس حالت اندرونی سے انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں۔ وہی رنگ الفاظ میں بھی آجاتا ہے۔

میں نے اس فیصلہ میں مولوی نورالدین صاحب کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اور محض للہ آں مکرم کی خدمت میں عرض کی گئی ہے۔ اس عاجز کو پختہ طور پر معلوم نہیں کہ کس تاریخ اس جگہ سے یہ عاجز روانہ ہو۔ بعض موانع پیش آگئے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک ہفتہ کے اندر اندر روانہ ہو جاؤں۔ اس صورت میں بالفضل ملاقات

[1] یعنے کافروں پر سختی کر۔

مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اطلاعاً آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ میں تشریف نہ لاویں۔ کیونکہ کوئی پختہ معلوم نہیں جسوقت خدا تعالیٰ چاہیگا ملاقات ہو جائیگی۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۲ فروری ۱۸۹۱ء)

اسکا جواب

لاہور ۱۴ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بٹالہ آنے کو تیار تھا۔ کہ آپکا خط وصول ہو کر مانع ہوا۔ آیندہ آپ جب عزم بٹالہ کریں مجھے دو روز پیشتر اطلاع دیں۔

(۲) جو امکان میں ریویو براہین احمدیہ میں بیان کر چکا ہوں اس کا اب بھی قائل ہوں۔ مگر آپنے اس امر ممکن سے جسکا امکان مینے تجویز کیا تھا۔ بڑھکر ان رسائل میں دعویٰ کیا ہے۔ لہذا آپ کے لئے اُس ریویو کی عبارات کافی ومفید نہ ہونگی۔ آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کرنے کے بغیر ان سے استشہاد کریں گے۔ تو آپ نقصان اٹھائینگے۔ بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجھے دکھا کر شائع کریں۔ "صاحب البیت ادری بما فیہ" (یعنے گھر والا اپنے گھر کی چیز کا حال خوب جانتا ہے)

(۳) رفق وملاطفت وانکسار اختیار کرنے کے باب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ سراسر حق ہے۔ مگر میں نے مولوی حکیم نورالدین صاحب کے خط میں (جسکی نقل آپکے پاس بھیجی گئی ہے) کوئی کلمہ تکبر وتشدد نہیں لکھا۔ (۱)

عزیزم منشی نجف علی نے مجھے کہا ہے۔ کہ یہ کلمہ "اُنکی بابت[۱] کچھ سننے اور کہنے کا حوصلہ ہے تو آئیئے" سخت ہے۔ آپ بھی اسکو سخت سمجھتے ہیں تو (۵)

(۱) یعنی اپنے پیر مرزا صاحب کی بابت۔

میں سچ کہتا ہوں (جیسا کہ منشی نجف علی کو کہہ چکا ہوں) کہ میں نے یہ کلمہ اس غرض سے نہ لکھا تھا کہ اونکو علم اور لیاقت کے لحاظ سے حوصلہ ہے تو آویں - بلکہ صرف اس نیت سے لکھا تھا کہ اپنے پیر پر اعتراض سننے کا حوصلہ یعنی صبر ہے تو آویں - اور اگر پہلے کیطرح طاقت صبر نہ ہو اور اعتراض سنکر خفہ ہو جانا ہو تو خیر - یہ مطلب اس کلمہ سے پہلے فقرہ سے صاف مفہوم ہوتا ہے مگر حسن ظنی ہو تو سمجھ میں آوے -

اور اگر آپ کسی اور کلمہ کو سخت سمجھتے ہیں تو اس سے مجھے اطلاع دیں - میں اس کلمہ کی نسبت اپنی نیت کو دیکھونگا - پھر اسمیں اگر فساد پاؤنگا - تو اس سے توبہ کرونگا - انشاءاللہ تعالیٰ -

(۴) آپنے میری تحریر کی نسبت تو اسے ظاہر فرمائی - مگر حکیم صاحب کی تحریر کی نسبت کچھ نہ فرمایا - کہ میں نے خواہ کسی نیت بھلی یا بری سے انکو یہ کلمہ یا کوئی اور کلمہ لکھا - مگر جو جواب انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ درست و بجا ہے؟ اور ایک روحانی اور نورانی آدمی ایک طالب تحقیق کو ایسا جواب لکھ سکتا ہے؟

(۵) مجھے آپکے خط سے معلوم ہوا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کے پاس آپکے رسائل نہیں پہنچے - مناسب ہے کہ آپ اونکے پاس رسائل بھیجدیں حکیم صاحب کی سپرد یہ امر نکریں - وہ ان لوگوں کے پاس رسائل نہ بھیجینگے - جنکو وہ اپنے مذاق کے موافق نہیں سمجھتے - اس امر کی آپ تصدیق چاہیں تو انسے ان لوگوں کی فہرست طلب کریں - جنکے نام انہوں نے رسائل روانہ کئے ہیں

(۶) اخیر میں میں بھی آپ کو نصیحت کرتا ہوں (جیسا کہ آپ نے مجھے نصیحت کی ہے) کہ آپ اس دعویٰ سے کہ "میں مسیح موعود ہوں - عیسیٰ ابن مریم موعود نہیں ہے" دستکش ہو جائیں - یہ امر آسمانی نہیں ہے - اور نہ یہ الہام رحمانی ہے -

یہ صرف آپکا خیال ہے جسکو آپ الہام سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسی دعوے الہام
میں اگر آپ سچے ہونگے تو پھر بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح مہمل و بیکار
ہو جائینگے۔ بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول و امہات مسائل بے اعتبار ہو جائینگے
اعاذہا اللہ من ذالک۔ والسلام مع الاکرام۔ آپکا ناصح مشفق

(ابو سعید محمد حسین)

لاہور ۶ مارچ ۱۸۹۱ء (اس خط کی تائید میں ایک اور خط) نمبر ۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے خط نمبری ۹۸ کا آپنے جواب نہیں دیا۔ میں منتظر ہوں۔ حافظ محمد یوسف صاحب نے لکھا تھا کہ آپ ۸ مارچ ۱۸۹۱ء کو لاہور میں آکر ایک مجلس علما میں گفتگو کریں گے۔ آج معلوم ہوا کہ آپ ۱۵ اپریل میں مجمع کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپکو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ۱۵ اپریل میں میں ہندوستان میں ہونگا اور سنا ہے کہ مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی عبد الجبار صاحب بھی ان دنوں سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ابھی کریں ورنہ ہم لوگ جو ارادہ رکھتے ہیں آپ پر ظاہر کر چکے ہیں۔ پھر آپکو افسوس و شکایات کا موقع و محل نہ رہیگا۔ اس کارڈ کی ایک نقل قادیان[1] بھیجی گئی ہے۔

(ابو سعید محمد حسین)

---

(۱) اصل خط قادیان میں بھیجا گیا۔ جہاں مرزا صاحب تین تاریخ مارچ کو بلا اطلاع خاکسار پہنچ گئے۔ اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو میں امرتسر یا بٹالہ میں آپکو ملتا۔

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۵

نحمدہٗ ونصلی ۔ مخدومی اخویم مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج لدھیانہ میں آپ کا محبت نامہ مجھکو ملا ۔ بظاہر مجھے گفتگو میں کچھ فائدہ معلوم نہیں دیتا ۔ مجھے خدا تعالیٰ نے ایک علم بخشا ہے ۔ جسکو میں چھوڑ نہیں سکتا ۔ ایسا ہی آپ بھی اپنے رائے کو چھوڑنے والے نہیں ۔ مجھے ایک ایسا سبیل بخشا گیا ہے ۔ جو معرض بحث میں نہیں آسکتا ۔ ولیس الخبر کالمعاینۃ ۔ ہاں اس نیت سے میں مجلس علما میں حاضر ہو سکتا ہوں ۔ کہ شاید خدا تعالیٰ حاضرین میں سے کسی کے دل کو اس سچائی کیطرف کھینچے ۔ جو اُس نے اس عاجز پر ظاہر کی ہے ۔ سو اگر شرائط مندرجہ ذیل آپ قبول فرمادیں ۔ تو میں حاضر ہو سکتا ہوں ۔

(۱) ۔ اس مجمع میں حاضر ہونے والے صرف چند ایسے مولوی صاحب ہوں جو مدعی کا حکم رکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ مجھ سے بجز اس صورت کے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے کہ میں اونکے خیالات و اجتہادات کا اتباع کروں ۔ اور میری طرف سے بار بار اُنکو یہی جواب ہے ۔ کہ اِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ اگر یہ مجمع کسیقدر عام مجمع ہوگا اور ہر ایک مذاق اور طبیعت کے آدمی اسمیں ہونگے ۔ تو شاید کوئی دل حق کیطرف توجہ کرے اور مجھے اسکا ثواب ملے ۔ سو میں چاہتا ہوں ۔ کہ یہ مجلس صرف چند مولوی صاحبوں میں محدود نہو ۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے ۔ کہ یہ بحث جو محض اظہار الحق ہوگی تحریری ہو ۔ کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے ۔ کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بفتنہ ہوتی ہیں ۔ اور بجز حاضرین کے دوسروں کو انکی نسبت رائے لگانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا

اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی ہو جاتی ہیں۔ اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے۔ خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں۔ انکو جھوٹ بولنے کے لئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے۔ کوئی شخص محنت اٹھاکر۔ اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سے مغز خواری کرنے کے بعد سب برباد رکھ سکتا ہے۔ کہ غیر منتظم طریق کی وجہ سے تمام محنت اسکی ضائع جائے اور طالب حق کو اسکی تقریر سے فائدہ نہ پہونچ سکے سو تحریری بحث کا ہونا۔ ایک شرط ہے ۔

(۴)۔ اس مجمع بحث میں وہ الہامی گروہ بھی ضرور شامل چاہئے۔ جنہوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس عاجز کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ اور ایسا کافر جو ہدایت پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ الہام کے رو سے کافر اور ملحد ٹھہرانے والے تو میاں مولوی عبد الرحمن لکھو کے والے ہیں[1]۔ اور جہنمی ٹھہرانے والے میاں عبد الحق غزنوی ہیں[2]۔ جنکے الہامات کے مصدق پیر و میاں مولوی عبد الجبار ہیں۔ سو ان تینوں کا جلسہ بحث میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی قضیہ طے ہو جائے۔ اور اگر مولویصاحب باہم مسلمانوں کے مباہلہ کو صورت پیش آمدہ میں ناجائز قرار نہ دیں۔ تو مباہلہ بھی اسی مجلس میں ہو جائے۔ کیونکہ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے بار بار سفر کی طاقت نہیں۔

---

[1] یہ مولوی صاحب پنجاب کے مشہور مقتدا مولوی محمد بن بارک اللہ صاحب تفسیر محمدی کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ اور حضرت مولٰنا و شیخنا مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم کے خلیفہ ہمارے اعتقاد میں (واللہ حسیبہ) یہ بڑے با خدا ذاکر اور صاحب خشیت ہیں۔ اکثر باتیں سوچکر مونہہ سے نکالتے ہیں۔ مگر مزاج میں قدرتی تیزی ہے۔ اوائل عمر میں معقولات کے پڑھنے کا اثر ہے۔ اور اپنے مخالفین اعتقاد پر تشدد کی عادت ہے۔

[2] یہ مولوی صاحب حضرت مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔ اور آپ انکو جانشین ہیں۔ اور میاں عبد الحق صاحب اس خاندان کے تلامذہ اور اصحاب سے ہیں۔ یہ سب لوگ الہامی کہلاتے ہیں۔

(۴) یہ کہ تحریری بحث کے لئے تمام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کی طرف سے آپ منتخب ہوں۔ کیونکہ یہ عاجز نہیں چاہتا۔ کہ خواہ نخواہ لعن طعن اور تو تو میں میں متفرق لوگوں کا سنے۔ ایک مہذب اور شائستہ آدمی تحریری طور پر سوالات پیش کرے۔ کہ اس عاجز کے ان دعوی میں جسکے الہام الٰہی پر بنا ہے۔ کیا خرابیاں ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ اسکو قبول نہ کیا جاوے۔ سو اس عاجز کی دانست میں اس کام کے لئے آپ سے بہتر اور کوئی نہیں۔

(۵) یہ آپکا اختیار ہے کہ جس تاریخ میں آپ گنجائش سمجھیں مجھے اور اخویم مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ عاجز بیمار ہے۔ اور مرض سدر و دوار سے لاچار اور ضعیف بہت ہے۔ اسلئے اخویم مولوی نورالدین صاحب کا شامل آنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خدانخواستہ اس عاجز کی طبیعت زیادہ علیل ہو جائے۔ جیسا کہ اکثر دورہ مرض کا ہوتا رہتا ہے۔ اور زیادہ بات کرنے سے سخت دورہ مرض کا ہوتا ہے۔ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف حسب منشاء اس عاجز کے مناسب وقت کارروائی کر سکتے ہیں #۔

(۶)۔ اگر آپ ہندوستان کیطرف سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو لدھیانہ راہ میں ہے کچھ بہتر نہیں کہ لدھیانہ میں ہی یہ مجلس قرار پاوے۔ یہ عاجز بیمار ہے حاضری سے عذر کچھ نہیں۔ مگر ایسی صورت میں مجھے بیماری کیحالت میں شدائد سفر اٹھانے سے امن رہے گا۔

ورنہ جس جگہ غزنوی صاحبان اور مولوی عبدالرحمٰن (اس عاجز کو ملحد اور کافر قرار دینے والے) جلسہ منعقد ہونا مناسب سمجھیں تو اسی جگہ یہ عاجز حاضر ہو سکتا ہے۔ والسّلام ؏

یہی شرط ہے جسکا حاشیہ صفحہ ۳۷۰ میں حوالہ دیا گیا ہے۔

الف طرف فقرات زیر خط ناظرین کے غور کے قابل ہیں۔

مگر یہ کہ ۲۳ مارچ ۹۱ء تاریخ جلسہ مقرر ہو گئی ہے۔ اور یہ قرار پایا ہے۔ کہ بمقام امرتسر یہ جلسہ ہو۔ اشتہارات عام طور پر اپنے واقف کاروں میں یہ عاجز شائع کریگا۔ ایسا ہی آپکو بھی اختیار ہے۔ آپ بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرماویں۔ کہ جواب کا انتظار ہے۔

(خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شاہزادہ غلام حیدر ۸ مارچ ۱۸۹۱ء)

اسکا جواب

لاہور ۹ مارچ ۱۸۹۱ء نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکو معلوم ہے کہ تجویز مجمع علما کی تحریک میری طرف سے نہیں ہوئی۔ لہذا میں ان شرائط کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو میری ذات خاص سے متعلق نہوں۔ مجمع کے متعلق جو شرائط آپ تسلیم کرانا چاہتے ہیں ان لوگوں سے کرائیں جو آپکے مدعی ہیں۔ یا محرک سلسلہ مجمع ہیں۔ میں تو مدعی نہیں ہوں۔ نہ محرک ہیں تو صرف دوستانہ اور برادرانہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جسکے لئے نہ کسی مجمع کی حاجت ہو نہ کسی شرط کی ضرورت میں نے پہلے بھی لکھا تھا۔ اور آپ پھر لکھتا ہوں۔ کہ آپ ایک شب کے لئے میرا آنا کافی سمجھتے ہیں تو میں آپکے پاس آتا ہوں۔ اور اگر زیادہ وقت چاہتے ہیں تو آپ تشریف لاویں میں دعویٰ کے ساتھ تو نہیں کہتا۔ مگر امید پر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاوی تسلیم کرا دینگے۔ اور انکو نصوص حدیثیہ سے مطابق کر کے

---

(۱) شاید آپکے ذہن میں مقرر ہو گئی ہو۔ نہ آپکے فریق مقابل نے اس تاریخ کو تسلیم کیا ہے نہ جلسہ کے ذمہ داروں نے۔ انہیں سے ایک صاحب فتح علیشاہ تو حج کو چلے گئے۔ دوسرے صاحب حافظ محمد یوسف نے انکو صاف جواب دیدیا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ اس باب میں آپ ابو سعید محمد حسین سے جب چاہیں گفتگو کر لیں۔ ۲۳ تاریخ مارچ کی حاضری انکے نہیں ہوئی۔ تو اب اور تاریخ میں جلسہ کرا دینگے ہم ذمہ دار نہیں ہو سکتے پھر معلوم نہیں کہ اس تقرری تاریخ سے آپ کی کیا مراد ہے۔

(۲) ... اب تنہا ... مرزا صاحب نے آخری خود اور اشتہار ۲۶ مارچ ... مدعی بنا دیا ہے۔

دکھا دینگے۔ تو میں مولوی عبد الجبار صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو۔ گو آپکے
تابع اور موافق نہ کر سکونگا۔ مگر خاموش اور غیر معارض و غیر معترض تو ضرور کر دونگا
انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر آپ دونوں شق قبول نہ کریں تو تحریری گفتگو مسائل شروع
کر دیں۔ پس اگر آپ کے دعوے کی دلائل یہی ہیں۔ جو توضیح المرام اور فتح اسلام
میں ہیں۔ تو مجھے اجازت دیں کہ میں انپر شرعی بحث و کلام کروں۔ اور اگر اور
بھی دلائل ہیں۔ جو ازالۃ الاوہام میں مکنون ہیں تو آپ ازالہ کو جلد میرے پاس
بھیجدیں۔ یا بصورت توقف طبع رسالہ اسکے دلائل کا خلاصہ خطوط کے ذریعہ
سے ظاہر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تحریری گفتگو اس انداز سے چلتی رہیگی۔
جس انداز سے اب تک میری اور آپکی مراسلت ہو رہی ہے۔ والسلام۔

آپکا ناصح مشفق
(ابو سعید محمد حسین)

اسکا جواب

عــ۶ــلــ

نحمدہ و نصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
و برکاتہ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کے لئے بڑی مشکل کی بات یہ ہے۔ کہ طبیعت اکثر
دفعہ ناگہانی طور پر ایسی علیل ہو جاتی ہے۔ کہ موت سامنے نظر آتی ہے۔ اور کچھ کچھ علالت

سلہ آپکی یہ حالت جو کئی سال سے ہے آپکے دعوے مثیل مسیح ہونے کو توڑ رہی ہے مثیل
اور مثیل ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور آپ خود اس
مشابہت تامہ کے براہین کے صفحہ ۴۹۹ میں مدعی ہیں چنانچہ آپکے اور ہمارے خطوط آئندہ میں بھی
لفظ مشابہت تامہ براہین سے نقل کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ
باذن اللہ مردوں کو زندہ کرتے اندھے مادر زاد اور کوڑھے کو اچھا کرتے۔ آپ کیسے مثیل مسیح
ہیں۔ کہ اپنے آپکو اچھا نہیں کر سکتے۔ آپکے مرید اور آپ خود اسی مشابہت تامہ کی نظر سے آپ کی
شان میں اشعار ذیل لکھ چکے ہیں سلہ سب مریضوں کو ہے تمہیں پہ نگاہ + تم مسیحا بنو خدا کیلئے +
کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے + جسکی مماثلت کو خدا نے بتا دیا +
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب + خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا +
مگر اپنا حال دیکھ کر آپ کو اور آپ کے مریضوں (یا مریدوں) کو اب یہ شعر پڑھنا مناسب معلوم ہوتا ہے

سلہ ان معجزات کی رد و تاویل میں آپ اگر یہ کہیں کہ ان سے روحانی زندگی اور روحانی صحت مراد ہے۔ تو آپ خاصے
اور پکے نیچری اکبر سیّد اور آریہ سماج کے بھائی ہیں آسمانی نشان دکھانے کے آپکے دعوے صرف فقرہ بازیاں ہیں اسکی تفصیل ریویو
میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تو دن رات شامل حال ہے۔ اگر زیادہ گفتگو کروں تو دورہ مرض شروع ہو جاتا ہے۔ اگر زیادہ فکر کروں تو وہی دورہ شامل حال ہے۔ چونکہ آپکا آخری خط آیا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا بشمولیت مولوی عبدالجبار صاحب لکھا گیا ہے۔ اس لئے جواب اس طرز سے لکھا گیا تھا۔ یہ عاجز غلبہ مرض سے بالکل نکما ہو رہا ہے۔ یہ طاقت کہاں ہے۔

جو طبیب اپنا تھا وہ خود مرض سے ناچار ہے ۔ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

میرے عزیز دوست ثبت العرش ثم انقش پہلے آپ اپنے لئے مسیح بنیں اور خود صحت حاصل کریں۔ پھر اور بیماروں کے لئے مسیح ہونے کا دعویٰ کریں۔

اور اگر آپ اسکے جواب میں کہیں کہ میں صرف روحانی مسیح ہوں۔ روحانی امراض کا علاج کرنے آیا ہوں۔ لہذا میرا خود بیمار رہنا اس دعوئے مسیحائی کے منافی نہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں آپ مشابہ مسیح کہلاتے۔ مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کرتے مثیل بھی کیسے؟ آسمانی نشان دکھانے کے مدعی۔ آپ یہی نشان آسمانی کیوں نہیں دکھاتے کہ خود بیمار نہوں۔ اور صحت و توانائی حاصل کر کے اس کام کو پورا کریں۔ جو آپکے ذمہ مسلمانوں کا ایک دین لازم ہے۔ وہ کام کتاب براہین احمدیہ کا اتمام ہے جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ وصول کر چکے ہیں۔

یہ نشان آسمانی دکھانا آپکے اختیار میں نہیں ہے۔ تو آپ آسمانی نشان دکھلانے کے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں۔ اور مثیل مسیح ہونے کے دعوے کی غلطی کا اشتہار دیں۔ حضرت مسیح ابن مریم سے کسی خاص امر میں مشابہت ہو تو صرف شبیہ یا مشابہ مسیح کہلائیں۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب کی طرف رجوع فرما کر یہ امر اپنے خیال میں لا دیں کہ مماثلت کیلئے تامہ مشابہت کا ہونا شرط ہے۔

اس صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرنے کا کیوں دعویٰ کرتے ہیں۔ وہاں حکیم نورالدین صاحب کی امداد کا بھروسہ ہے (جسکو آپ خط نمبر ۵ کی پانچویں شرط میں ظاہر کر چکے ہیں) تو جلسہ خاص کے لئے کیوں انکو بلا نہیں لیتے خصوصاً ایسی صورت میں کہ فریق مقابل ہو آپ خاصکر اسی خاکسار کو گفتگو کیلئے منتخب کرنا چاہتے ہیں (جسکو فریق ثانی بھی امید ہے کہ پسند کرینگے) پھر آپکی طرف سے بوقت دورہ مرض حکیم صاحب پیش ہوں اور جو گفتگو ہو وہ تحریری ہو۔ جو آخر چھپکر عام میں مشتہر ہو۔ تو اس صورت میں جلسہ خاص جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا۔ جو فائدہ آپ جلسہ عام سے مدنظر رکھتے ہیں۔ اس جلسہ خاص سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اس جلسہ کا موقعہ دیں۔ مگر اسمیں جلدی کریں۔ تو میں اس جلسہ کے لئے اپنے سفر کو ملتوی کر سکتا ہوں۔

(۱) کہ مباحثات تقریری یا تحریری شروع کروں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے
یہ تینوں رسالے لکھے گئے اور وجہ یہی اس طرح سے کہ اکثر دوسرا شخص اس
عاجز کی تقریر کو لکھتا گیا اور نہایت کم اتفاق ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہو۔
اتنی فرصت نہیں ہوتی جو عبارت کو عمدگی سے درست کر دیا جاوے۔ آپ کے
معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں پر عاجز ایک امی اور جاہل آدمی ہے نہ عبادت
ہے۔ نہ ریاضت نہ علم نہ لیاقت۔ غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے
ایک امر تھا اور قطعی اور یقینی تھا۔ اس عاجز نے پہنچا دیا ماننا نہ ماننا اپنی اپنی رائے

(۱) سا اس حال کو ناظرین دیکھیں کہ کہیں مباحثہ سے انکار ہے کہیں تحدی و اصرار اور تعجب
کی بات یہ ہے کہ خلوت اور دوستانہ گفتگو کی طرف بلایا جاتا ہے تو ضعف و بیماری کے
عذر سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور مجلس عام میں مباحثہ کرنے کو مستعدی ظاہر کی جاتی
ہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مستعدی صرف اس وجہ سے ہے کہ انعقاد مجلس عام کی
انکو امید نہیں۔ لہٰذا بے فکری سے دعویٰ کیا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔
(۲) سلا یہ الفاظ آپکے دل میں ہوتے۔ اور تواضعاً لکھے جاتے تو یہ آپ کی فضیلت اور کمال
ثابت کرتے۔ مگر ان الفاظ کا دل سے لکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈھ کے حامی ڈاکٹر جمال الدین نامی کے آپکے حق میں یہ مقولہ
کہنے پر کہ آپ علمی لیاقت نہیں رکھتے اور اپنی عجز بیانی اور خوف امتحانی کی وجہ سے علی گڈھ
میں وعظ لینے سے انکار کیا تھا آپ خوش ہوتے اور ان الفاظ کے سبب غیظ و غضب میں
آکر بیچارہ ناکردہ گناہ مولوی محمد اسمٰعیل کے حق میں رسالہ فتح اسلام کے صفحہ ۳۲ میں یہ کلمات نہ لکھتے
رہی یہ بات کہ آپکی عالمانہ عظمت اور ہیبت سے میں ڈر گیا ہوں۔ تو اس کے جواب میں آپ یہ
یقیناً سمجھیں کہ جو لوگ تاریکی اور نفسانی ظلمتوں میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور منطق
کے جامع بھی ہوں تب بھی میری نگاہ میں ایک مرے ہوئے کیڑے سے انکی زیادہ وقعت نہیں مگر آپ۔
اس تبہ علم کے آدمی بھی نہیں۔ صرف پرانے خیالات کے ایک خشک ملا ہیں اور یہی کیفیت جو تا ایک خیال ولایت
میں ہوا کرتی ہے آپکے اندر موجود ہے اور آپکو یاد رہے کہ اکثر میرے پاس محقق اور جامع فنون اور معلومات وسیع رکھنے
والے آتے ہیں اور اسرار معارف سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ کہ اگر میں ان کے مقابل پر آپ کو طفل مکتب
بھی کہوں تو اس قدر کلمہ سے بھی آپ کو وہ عزت دونگا جسکے آپ مستحق نہیں"

فقرہ زیر خط لائق توجہ ناظرین ہے۔ جابجا ایسے الفاظ کی طرف توجہ دلانے سے ہمکو اظہار فضیلت پیش نظر نہیں واللہ ثم باللہ صرف یہ مقصود ہے کہ یہ فقرات آئندہ تخاطب مرزا صاحب میں کام آویں۔

اور سمجھ پر موقوف ہے۔ درحقیقت میرے لئے یہ کافی تھا کہ میں صرف الہام الٰہی کو ظاہر کرتا۔ لیکن میں نے اپنے رسالوں میں قال اللہ اور قال الرسول کا بیان اس لئے کچھ مختصر سا کر دیا ہے کہ شاید لوگ اس سے نفع اٹھاویں۔ مجھے اس سے کچھ بھی انکار نہیں کہ خدا تعالیٰ آئندہ کسی کو ایسی روحانی حالت کے لحاظ سے درحقیقت مسیح بنا کر دمشق کی شرقی طرف اسی طور سے اتار دے

؎ کافی نہیں بلکہ لازمی اور ضروری تھا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتے تھے تو اسکو اپنے خاص حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہ کہ اردو زبان میں چھپا کر تمام جہان میں شائع کرتے۔ اہل اللہ پر جو ایسے معارف و حقائق کھلتے ہیں جن پر ظاہر شریعت کی شہادت نہیں ہوتی تو وہ انکو عامہ متعبدین شریعت پر ظاہر نہیں کیا کرتے۔ کبھی کسی نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسے مکاشفات کا اشتہار دیا ہو۔ اور ظاہر شریعت کا کچھ لحاظ نکیا ہو اس قسم کے اشتہارات کے سبب آپکے دوست جو آپ پر حسن ظنی رکھتے تھے اور آپکو الہامی جانتے تھے وہ بھی آپ سے ناخوش ہوگئے ہیں جو کلمات وہ کہتے ہیں ہم انکو بخوف ملال خاطر سامی نقل نہیں کر سکتے۔

؎ قال اللہ قال الرسول کا کیا بیان کیا نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھولدیا۔ آیات اور الفاظ قرآن (جبرئیل۔ لیلۃ القدر نزول۔ قبض ارواح وغیرہ) کے وہ معنی کئے کہ اس میں نیچریوں کے بھی کان کاٹے۔ بلکہ آریہ اور برہمو سماج کہ (جنکے رد و مقابلہ کے آپ بظاہر مدعی ہیں) اصول اختیار کئے۔ آپ اس قال اللہ و قال الرسول کے بیان سے خاموش رہتے تو آپکے حق میں بہتر تھا۔ میں سچ کہتا ہوں جس قدر آپکے اس بیان قال اللہ و قال الرسول سے لوگوں کو آپ پر بدگمانی ہوگئی ہے اور ان کے دلوں میں آپکی عداوت کی آگ مشتعل ہوئی ہے۔ اسقدر آپکے اس مجرد دعوی سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہ ہوتی۔ اس اجمال کی تفصیل ریویو میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

؎ اب اس قسم کا اقبال و اقرار آپ کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ اور آپکو اس حدیث صحیح مسلم کا مصداق نہیں بناتا جسمیں مسیح کے مشرقی دمشق میں اترنے کا بیان ہے۔ اس حدیث میں ابن مریم کے نزول کا ذکر ہے۔ نہ کسی روحانی مسیح یا مثیل مسیح کا اور جس حالت میں آپ اس خط میں اور عبدالحق غزنوی کی درخواست مباہلہ جواب میں جسکو پنجاب گزٹ میں مشتہر کر چکے ہیں صاف اظہار کر چکے ہیں۔ کہ ابن مریم فوت ہوگیا ہے۔ وہ اپنے خاکی وجود سے آسمان سے نہ اتریگا تو پھر ان اقراروں سے آپکو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔

؎ باطنیہ ایک ملحد فرقہ ہے جو خدا کے حرام کو حلال اور اسکے احکام و حدود کو معطل کرتے ہیں اسکی تفصیل ریویو میں ہوگی۔

جیسے مسافر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا اترتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانے میں کوئی دجال بھی ہو حضرت مہدی بھی ہوں اور پھر اسلام میں سیفی طاقت پیدا ہو جاوے اور تمام لوگ مسلمان ہو جاویں۔ مگر جو خدا تعالٰے نے اس عاجز پر کھولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہے اور روحانی طور پر موعود بھی ہے۔ اور نیز یہ کہ کوئی مسیح آسمان سے خاکی وجود کے ساتھ اترنے والا نہیں۔ ظلی اور مثالی طور پر مسیح کے آنے سے مجھے انکار نہیں بلکہ ایک کیا اگر ہزار مسیح بھی کہا جائے تو میرے نزدیک ممکن ہے۔ میرے نزدیک احادیث صحیحہ بھی حقیقی طور پر مسیح کے اترنے کے بارے میں وہ زور نہیں رکھتیں جو آج کل کے علما خیال کر رہے ہیں۔

مسیح کا اترنا سچ مگر ظلی اور مثالی طور پر۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب اپنے الہامات کے حوالہ سے اس عاجز کو ضال و مضل قرار دے چکے ہیں۔ اور ایسا کافر کہ جسکو کبھی ہدایت نہیں ہوگی۔ اور میاں عبدالحق غزنوی

۵۱ یہ تاویل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے نزول کے یہی معنے مراد ہیں تو آپ اس نزول کو اپنے لئے کیوں تجویز نہیں کرتے کسی آیندہ مسیح سے اس نزول کو کیوں مخصوص کرتے ہیں۔ آپ خود مسافرانہ طور پر دمشق (۱)

۵۲ اسمیں آپ اپنی اس تاویل دجال پر کہ اس سے دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا (فتح اسلام) مراد ہے۔ پر وہ ڈالکر یہ جتانا چاہتے ہیں کہ ہم مسیح کے دجال سے ہمکو انکار نہیں۔ شاید کوئی ہو۔ مگر یہ خیال نہیں فرماتے کہ جس حالت میں ہم مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے سے صاف انکار کر چکے ہیں۔ تو اب اس دجال کے ماننے سے کیا فائدہ۔ (۲)

اس سے ہم اس حدیث کے (جسمیں دجال کا اور مسیح ابن مریم کے نزول کا ذکر ہے۔ اور اسی مسیح ابن مریم کے ہاتھ سے دجال کے مارے جانے کا ذکر ہے) کب مصدق بنتے ہیں۔ اسکی تفصیل ہی ریویو میں ہوگی

۵۳ اس نفی کو ناظرین خیال میں رکھیں اس نفی کے ساتھ آپ کسی اثبات سے جو حدیث مسیح کی نسبت ظاہر کریں مثبت و مصدق نہیں ہو سکتے۔ اسی نفی کا ذکر اس سے پہلے تینوں حواشی میں ہوا ہے۔ (۳)

۵۴ احادیث کا زور آپکو ہمارے ریویو سے معلوم ہوگا۔ انشاء اللہ تعالٰے۔ (۴)

۵۵ اس لفظ سے آپنے ہندوؤں اور عیسائیوں کے اس دعوے کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے مدد دی۔ اور اہل اسلام کے ان بیانات کی طرف توجہ نہ کی کہ اسلام اپنی صداقت سے پھیلا ہے۔ (۵)

بھی اپنے الہام کے حوالہ سے اس عاجز کو جہنمی قرار دے چکے ہیں۔ اور مولوی عبدالجبار صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ میاں عبدالحق صاحب کے الہام ہیں میں اُن پر ایمان لاتا ہوں۔ کہ وہ صحیح اور درست ہیں۔ اب آپ کے کہنے سے وہ کیا سمجھینگے اور آپ انہیں کیا سمجھائینگے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے جس طرح چاہیگا۔ اسکی راہ پیدا کریگا۔ اگر آپکی ملاقات ہو تو میں خوشی سے چاہتا ہوں۔ مگر آپکے آنے کا کرایہ میرے ذمے رہے۔ میں آپکو مالی تکلیف دینی نہیں چاہتا۔ یہ بہتر ہے کہ آپ اس جگہ آجائیں۔ بہرحال ملاقات کی خوشی تو اس بیماری کی حالت میں ہوگی۔ ازالہ الاوہام عنقریب طیار ہوتا ہے بھیجدونگا۔ ابھی کچھ باقی ہے والسلام۔

(غلام احمد)

لاہور ۱۳۔ مارچ ۱۸۹۱ء

اسکا جواب

نمبر ۱۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب میرزا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط کے جواب میں کوتاہ سخنی کرتا ہوں اور مکلف ہوں کہ اگر آپ زیادہ بحث وکلام کی طاقت نہیں رکھتے اور مجھے جلد دیکھنا چاہتے ہیں تو صرف اتنا کریں کہ اپنے اس الہام کا جس میں آپکے مسیح موعود ہونیکا۔ اور ابن مریم کے موعود نہونیکا دعوےٰ ہے فیصلہ براہین احمدیہ اور اشاعۃ السنہ کے ریویو براہین احمدیہ سے منظور کریں۔ اور یہ اقرار و وعدہ تحریری دیں۔ کہ اگر براہین ا... اور اسکے ریویو سے یہ الہام غلط ثابت ہوا تو ہم اس الہام کو غلط سمجھینگے اور اس سے رجوع کا اشتہار دینگے۔ یہ فیصلہ منظور ہو تو صرف اس عبارت کی تحریر پر اکتفا کریں

ملہ میں نے سمجھانے کا وعدہ نہیں کیا۔ صرف یہ وعدہ کیا ہے کہ میرے مان لینے کے بعد وہ آپ پر معترض نہ ہونگے۔ اور معارضہ نکرینگے۔

اسمیں اور کوئی قید نہ بڑھائیں۔ آپ خط سابق میں دعویٰ بھی کر چکے ہیں۔ کہ ہمنے براہین احمدیہ سے بڑھکر کچھ نہیں کہا بلا کم وبیش وہی کہا۔ جو اس میں کہا تھا۔ اور تم (اے ابو سعید محمد حسین) اسکی تصدیق کر چکے ہو۔ یہ بھی ایک وجہ ہے۔ کہ میں براہین احمدیہ اور اشاعۃ السنۃ کے ریویو براہین کو حکم بناتا ہوں۔ آپ اس تحکیم کو منظور کریں گے۔ تو میں اس امر کے تصفیہ کے لئے آپ کے پاس انشاء اللہ تعالیٰ بھیجونگا۔ اس سے بڑھکر کوتاہ کلامی کیا ہو سکتی اور انصاف پسندی کی کونسی حد باقی رہتی ہے

(۲) آپنے اس تحکیم کو منظور نکیا تو میں بسم اللہ پڑھکر آپکے اس الہام کا جواب لکھنا شروع کرونگا۔ اور اس مراسلت کی نقل تمام وکمال چھاپ دونگا۔ پھر آپ کسی وجہ سے شکایت کا حق نرکھینگے اور استعجال کو میری طرف نسبت نکر سکینگے۔

(۳) میرے وہاں جلد آنے کے لئے یہ بھی ایک شرط ہے کہ میں ازالۃ الاوہام کے اوراق جس قدر چھپ چکے ہیں یہاں دیکھ لوں باقی پھر سہی فتح اسلام اور توضیح المرام کی دو دو تین تین کاپیاں اور بھیجئے۔ اکثر لوگ مانگتے ہیں۔

آپکا ناصح مشفق

ابو سعید محمد حسین

نمبر ۷ اسکا جواب

نحمدہ و نصلی۔ مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا خط آج کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ اور اس کے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ مکالمات الٰہیہ کے امر کو لہو ولعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ اس عاجز نے براہین کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں اس ظاہری عقیدے کی پابندی سے جو مسلمانوں میں مشہور ہے یہ عبارت لکھی ہے۔ کہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس

حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔ چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے **مشابہت** تامہ ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کیا ہے۔ فقط[ف] لیکن ان عبارتوں کو اس امر کے لئے دستاویز ٹھیرانا کہ براہین میں اوّل یہ اقرار ہے۔ اور پھر اسکے مخالف یہ دعویٰ۔ ایسا خیال سراسر غلط اور دور از حقیقت ہے۔

اے میرے عزیز دوست اس عاجز کے اس دعوے کی جو فتح اسلام میں شائع کیا گیا ہے۔ اپنے علم اور عقل پر بنا نہیں تا ان دونوں بیانات میں بوجہ اتحادِ بنا صورت تناقض پیدا ہو۔ بلکہ براہین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدے کے رو سے ہیں۔ جو سرسری طور پر عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں۔ اور اس دعوے کی بنا الہام الٰہی اور وحی ربانی پر ہے پھر تناقض کے کیا معنے ہیں۔ میں خود یہ مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی امر پر بذریعہ اپنے خاص الہام کے مجھے آگاہ نہ کرے میں خود بخود آگاہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ امر میرے لئے کچھ خاص نہیں۔ اسکی نظیریں انبیا کی سوانح میں بہت ہیں ملہم لوگ بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے۔ لاعلم لے الا ما علمنی ربّی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا سمجھانا بھی جب تک صاف طور پر نہ ہو انسان ضعیف البیان اسمیں بھی دھوکا کھا سکتا ہے۔

[ف] لفظ فقط کا مطلب ہم نہیں سمجھتے کہ کیا ہے۔ اگر اس سے یہ ظاہری معنے مراد ہیں کہ بس اتنی ہی بات ہمنے براہین احمدیہ میں اس مضمون کے متعلق کہی ہے۔ تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اسکے متعلق کچھ اور بھی لکھا ہے جو ہمارے جواب آئندہ میں منقول ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ آپنے لکھا ہے الہام سے لکھا ہے۔ اور اگر اس لفظ سے کچھ اور مطلب ہے۔ تو وہ محتاج بیان ہے۔

فذھب وھلی کی حدیث آپکو یاد ہی ہوگی۔[ل]

اب خدا تعالے نے فتح اسلام کی تالیف کے وقت مجھے سمجھایا تب میں سمجھا اس سے پہلے کوئی اس بارے میں الہام نہیں ہوا۔ کہ در حقیقت وہی مسیح آسمان سے اتر آئیگا۔ اگر ہے تو آپکو پیش کرنا چاہیئے۔[ن] ہاں یہ عاجز روحانی طور پر مثیل موعود ہونے کا براہین میں دعوے کرچکا ہے۔ جیسا کہ اسی ص ۴۹۹ میں موعود ہونے کی نسبت یہ اشارہ ہے صدق اللہ و رسولہ چونکہ آپنے اپنے ریویو میں اس دعوے کا رد نہیں کیا۔ اس لئے اپنے اس معترض بیان میں سکوت اختیار کرکے۔ اگرچہ ایمانی طور پر نہیں۔ مگر امکانی طور پر مان لیا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس عاجز نے خدا تعالی سے الہام پاکر براہین احمدیہ میں ابن مریم کے موعود یا غیر موعود ہونے کے بارہ کچھ بھی ذکر نہیں کیا صرف ایک مشہور عقیدہ کے طور سے ذکر دیا تھا۔ آپ کو اس جگہ اور پیش کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بعض اعمال میں جب وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ انبیاء بنی اسرائیل کی سنن مشہورہ کا اقتدا کیا کرتے تھے۔ اور وحی کے بعد جب کچھ ممانعت پاتے تھے تو چھوڑ دیتے تھے۔ اسکو تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ آپ جیسے فاضل کیوں نہیں سمجھیں گے۔

[ل] یہ حدیث صحیح بخاری میں بصفحہ (۱۰۹) منقول ہے۔ اسمیں یہ ذکر کہ آنحضرت صلعم کو خواب میں آپکے دار الہجرۃ کی صورت دکھائی گئی کہ وہ ایک کھجوروں والی جگہ ہے۔ آپنے اس خواب کی تعبیر سوچی تو آپ کا خیال یمامہ کیطرف گیا۔ مگر آخر وہ جگہ مدینہ نکلی۔ مگر اس حدیث سے آپکے سابق اعتقاد نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اعتقاد آپکو الہام کی تاویل ہے تو ایک نص

[ن] سیاق عبارت صفحہ ۴۹۹ براہین احمدیہ اور اس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے جو ہمارے مجلد نمبر ۱۲ کے آخر میں بصفحہ (۳۸۹) منقول ہے۔ مگر امید نہیں کہ آپ اسکو بلا تاویل مان لیں۔

مجھے نہایت تعجب ہے کہ آپ یہی طریق انصاف پسندی کا قرار دیتے ہیں۔
کیا اس عاجز نے کسی جگہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ میرا ہر ایک نطق وحی اور الہام میں داخل ہے۔ اگر آپ طریق فیصلہ سے اسی کو ٹھہراتے ہیں۔ تو بسم اللہ میرے رسالہ کا جواب لکھنا شروع کیجئے آخر حق کو فتح ہوگی۔
میں نے آپکو ایک صلاح دی تھی کہ عام جلسہ علماء کا بمقام امرتسر منعقد ہو اور ہم دونوں حسبتہً للہ و اظہاراً للحق اُس جلسہ میں تحریری طور پر اپنی اپنی وجوہات بیان کریں اور پھر وہی وجوہات حاضرین کو پڑھکر سُنادیں اور وہی آپکے رسالہ میں چھپ جائیں۔ دور نزدیک کے لوگ خود دیکھ لیں گے۔
جس حالت میں آپ اس کام کے لئے ایسے سرگرم ہیں کہ کسی طرح رُکتے ہی نہیں آتے اور جب تک اشاعۃ السنۃ میں عام طور پر اپنے مخالفانہ خیال کو شائع نہ کردیں صبر نہیں کرسکتے تو کیا اس تحریری مباحثہ میں کسی فریق کی کسرشان ہے۔
میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اس جلسہ میں خاک کیطرح متواضع ہوکر حاضر ہوجاؤنگا اور اگر کوئی ایسی سخت دشنامی بھی کرے جو انتہا تک پہونچ گئی ہو تو میں اسپر بھی صبر کرونگا۔ اور سراسر تہذیب[1] اور نرمی سے تحریر کرونگا۔
خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جو اُسنے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے۔

[1] تواضع۔ صبر۔ تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ یہی پرائیویٹ اور دوستانہ مراسلت ہے جسمیں آخر آپ ایسے گھبرا گئے ہیں کہ اپنے مخاطب (جسکی نیت اور علم اور تہذیب کی جابجا سے تعریف ہی کرتے چلے آتے ہیں) کے خیال اور استدلال کی نسبت لہو ولعب کے الفاظ استعمال کرگئے ہیں۔ مجلس عام میں یہ الفاظ استعمال ہوتے تو خدا جانے کیسا اشتعال پیدا کرتے یہی الفاظ آپکے الہام وخیال ومقال کی نسبت فریق ثانی کی زبان سے نکلتے۔ تو اسکا نتیجہ جو ظاہر ہوتا وہ ظاہر ہے۔ آخری تحریر میں تو آپنے کھلم کھلی گالیاں دیدی ہیں صفحہ ۲۹۹ ملاحظہ ہو۔
مجھکو مرزا صاحب سے خط کتابت کرنیکا دو دفعہ اتفاق ہوا ہے۔ ایک دفعہ حال میں۔ اور ایک دفعہ اس سے پہلے سنہ ۱۸۸۶ء میں۔ حال کی مراسلت تو ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے۔ سنہ ۸۶ء کی مراسلت کو ہم ابو تو ذیل میں نقل کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس دو دفعہ کی مراسلت سے ہمکو تو یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ مرزا صاحب

اگر آپ مجھے اب بھی اجازت دیں تو میں اشتہارات سے اس جلسہ کے لئے عام طور پر خبر کردوں۔ اب میری دانست میں خفیہ (ف۱) طور پر آپ کا مجھ سے ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جب آپ بہرحال اشاعت پر مستعد ہیں۔ تو محض للہ اس طریق کو منظور کریں وَمَا اَقُوْلُ اِلَّا لِلّٰہ والسلام علی من اتبع الھدٰی۔ خاکسار

غلام احمد از لودیانہ محلہ اقبال گنج ۱۴ مارچ سنہ ۹۱ء

اسکا جواب

لاہور ۱۵ مارچ سنہ ۹۱ء نمبر ۱۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب مرزا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپکے خط کو میں نے کمال افسوس سے پڑھا۔ اس کے شروع میں جو الفاظ "لہو ولعب" (ف۲) استعمال کئے گئے ہیں وہ بڑے موہم ہیں۔ اور انکا اثر دور تک پہنچ سکتا ہے۔ ایسے الفاظ آپ اس شخص کے مقال واستدلال کی نسبت استعمال کر سکتے تھے۔ جو آپکو ملہم سمجھے اور آپکے الہام زیر بحث کو الہام رحمانی تسلیم کرے۔ اور پھر اسکا معارضہ صرف اپنی بے دلیل خیال سے کرے۔ اور جو شخص آپکو اور آپکے الہام کو ایسا نہ سمجھے۔ اور آپکے اس غلط خیال کو جس کو آپ الہام سمجھتے ہیں احادیث

کا حوصلہ تھوڑا ہے۔ آپ گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہمنے ان لوگوں سے سنا ہے جنکو آپ بالمشافہ گفتگو کا اتفاق ہوا ہے کہ آپ گفتگو کرنے سے گھبرا جایا کرتے ہیں۔ اور اپنے مخالف کو حقیقی بے جا الفاظ کہدیا کرتے ہیں۔ ومعہذا ہمکو مرزا صاحب سے مجمع عام میں گفتگو کرنے سے عذر نہیں ہے وہ صبر اور نرمی نکرینگے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم کرینگے۔ اور انکی سخت باتیں سنینگے۔ مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے۔ یہ اہتمام وہ لپنے ذمہ لیں جو اس مجمع کے شائق وخواستگار ہیں ہم شریک جلسہ ہونیکو حاضر ہیں۔ بشرطیکہ وہ اسمیں جلد کریں۔ ماہ اپریل میں سفر پیش آگیا تو میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ اوائل اپریل میں انتظام جلسہ کر کے مجھے اطلاع دیں تو میں

ف۱ خفیہ مذاکرہ کا کون خواستگار ہوا ہے۔ آپکو اختیار ہے۔ اوس پرائیویٹ گفتگو میں جو میں قبل از انعقاد جلسہ عام چاہتا ہوں جسقدر لوگوں کو چاہیں شامل کرلیں۔ الغرض جسقدر جلد ممکن ہو مجھے بات چیت کرنے کا موقعہ دیں۔ مجھسے گفتگو کرنے کو جلسہ عام پر موقوف نہ رکھیں۔ وہ وقوع میں آتا نظر نہیں آتا۔

ف۲ یعنے ان آیات واحادیث تک جو نزول مسیح ابن مریم کے باب میں وارد ہیں۔

ف۳ پرائیویٹ گفتگو کا اب میں خواستگار نہیں ہوں آپکے آخری خط اور اشتہار ۲۶ مارچ نے مجھے سیر کردیا ہے ص ۳۸۸ ملاحظہ

صحیحہ اور اصول مسلمہ سے رد کر سے اسکے مقال و استدلال کی نسبت آپکو ان الفاظ کا استعمال کرنا کیا جائز ہے۔ ہرگز نہیں آپ مجمع عام میں خاکساری اور تواضع کا وعدہ دیتے ہیں۔ مگر ایک پرائیویٹ تحریر میں تو آپ سے یہ نہو سکا۔ گزشتہ را صلوات آئندہ احتیاط۔

(۲)۔ براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے تھے۔ تو آپنے ایک خط میں یہ کیوں لکھا تھا ~~(حاشیہ ۱)~~ کہ در حقیقت ان رسالوں میں کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بلکہ بلاکم و بیش وہی دعوٰے ہے جس کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ جس کو آن مکرم اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں امکانی طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر متعجب ہوں کہ اب پھر دوسری مرتبہ آن مکرم کو لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے ~~(حاشیہ ۲)~~ کیا وہی کافی نہیں جو پہلے آں مکرم اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد سات میں تحریر فرما چکے ہیں۔ جبکہ اول سے آخر تک وہی دعوٰی وہی مضمون وہی بات ہے۔ تو پھر آپ جیسے محقق کی نگاہ میں نیا معلوم ہو۔ کسقدر مقام تعجب ہے؟" جس پر تحکیم براہین احمدیہ اور ریویو براہین احمدیہ کیطرف آپکو بلایا گیا تھا۔ آپ اگر ایسا نہ لکھتے بلکہ بجائے اس کے یوں لکھتے۔ کہ براہین احمدیہ میں ہمنے غلطی کی ہے۔ اور اس میں عوام جہال یا علماء اہل ضلال کے جو مسیح کا جسمانی نزول مانتے ہیں تقلید اختیار کر کے وہ بات کہی تھی اب ہمکو یہ حق سوجھا جو اور مسلمانوں کے کیا ہمارے خیال میں بھی نگزرا تھا۔ تو آپکو تحکیم براہین و ریویو براہین کیطرف نہ بلایا جاتا۔ اب آپ براہین کے مضمون مذکور کو غلط بتاتے ہیں لہذا میں بھی اب اسکو حکم نہیں بناتا۔ کیونکہ اس الہام کی تغلیط مضمون براہین احمدیہ کی تسلیم پر موقوف نہیں۔ احادیث صحیحہ اور اصول مسلمہ اتفاقیہ سے اسکی تغلیط آسانی سے ممکن ہے۔ اگر آپ مجھے گفتگو کا موقع دیں۔

---

(۱) بلحاظ نمبری (۴) منقول ص ۳۷۶ ملاحظہ ہو۔

(۲) نمبر ۷ چاہیے۔

(۳) آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹھیراتے ہیں جس سے گفتگو میں التوا ہوتا جاتا ہے۔ میرے لئے اسمیں کچھ اختیار ہے آپ شوق سے مجمع کریں اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لیں میں بھی اس مجمع میں اگر وطن میں ہا شریک ہو جاؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ مگر اس مجمع سے پہلے خاص مجھ سے ایک پرائیویٹ جلسہ میں اپنے خیال و مقال کی بابت گفتگو کرنے سے آپ کیوں کترتے ہیں۔ کیا وہ گفتگو انعقاد مجمع عام کے لئے ایک مانع اور روک ہو جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ جس فائدہ کی آپ مجمع عام سے امید رکھتے ہیں وہ اس مجمع سے جب ہو حاصل کریں اس سے پہلے مجھ سے تو دو حرفی بات کرلیں اس خط کے جواب میں آپنے مجھے بلایا تو میں پہلے چند اصول جن پر ہمارا آپکا فیصلہ ہوگا۔ آپ سے تسلیم کراؤنگا اسکے بعد گفتگو کے لئے حاضر ہونگا۔ اور اگر آپنے مجھے نہ بلایا تو میں اپنے خیال کا اظہار اشاعۃ السنۃ میں کر دونگا۔ بالفعل اتنا ہوگا کہ اس تمام کاروائی کو جس سے میری رائے اور آپ کے خیالات و دلائل کا ناظرین کو اجمالی علم ہو سکتا ہے میں چھاپ دونگا آئندہ جو وقوع میں آئیگا وقتاً فوقتاً مشتہر کیا جائیگا۔

(۴) آیا اعتقاد نزول جسمانی مسیح کو جو زمانہ تالیف براہین میں آپ رکھتے تھے اور اسکو صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر کر چکے ہیں آنحضرت کے اس فعل کی جو باقتدار سنن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل آپنے کیا۔ پھر بحکم وحی اسکو چھوڑ دیا۔ یا اس خیال کی جو کسی الہام کے معنے سمجھنے میں آپکے دل میں گزا پھر وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر ٹھیراتے ہیں اور یہ غور نہیں فرماتے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور انکی معانی قطعیہ الدلالۃ سے آپکے دل میں مستحکم تھا جس کو آپنے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اسکا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا جسکا ان احادیث پر عرض کرنا اور در صورت خلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپکو واجب تھا اور اگر اب وہ اعتقاد آپکے نزدیک سنن مشہورہ بنی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کی نظیر ہو گیا تھا تو آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار عین فرض کہ براہین کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں جو میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جسمانی نزول فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اسوقت کے گمراہ مسلمانوں (جنکو آپ یہودیوں سے ملا چکے ہیں) کی تقلید سے تھا اب ہمکو خدا کیطرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ اس نزول جسمانی سے روحانی نزول مراد ہے

سلے صفحہ ۱۲ و ۱۵ و غیرہ فتح اسلام ملاحظہ ہو۔

[illegible] اب میں نے عزم سفر نجد [illegible] ہے۔ لہٰذا ماہ اپریل تک یہ شرط بھی معاف ہے۔

اور ابن مریم سے غلام احمد بن غلام مرتضیٰ مراد ہے اور یہ ہرگز جائز نہ تھا جیسا کہ آپ نے اپنے ایک خط میں مجھ کو صاف لکھا ہے اور فتح اسلام میں بھی جتایا ہے کہ جو کچھ میں نے اب دعویٰ کیا ہے یہ بلا کمی و بیشی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ میرے عزیز دوست آپ مضمون براہین احمدیہ اور اس نئے دعویٰ دونوں کو سچا کرنا چاہتے ہیں اور ناسخ و منسوخ دونوں کو تسلیم کراتے ہیں جو محال ہے جس کا مغالطہ ہے جس سے ادنیٰ منصف کو احتراز واجب ہے چہ جائیکہ آپ جیسا ملہم ہو۔ اب بھی وقت ہے آپ اپنے سابق عقیدہ کی غلطی یا منسوخیت کا اشتہار دیں تو نہ لوگ آپ کو مضمون براہین احمدیہ سے الزام دینگے۔

(۵) روحانی طور پر آپکے مسیح یا مثیل ہونے (جسکا بیان صفحہ ۴۹۸ وغیرہ براہین احمدیہ میں کیا ہے) کے امکان پر میں سکوت کیا اس کا صریح اقرار اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۷ میں بصفحہ ۱۹۱ موجود ہے مگر اس سکوت یا اقرار سے آپکے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ پھر آپ کس خیال سے بار بار میری کلام کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور رسالہ ازالۃ الاوہام میں اسکو نقل کرنیکا ذکر فرماتے ہیں۔

میرے پیارے دوست میرے مضمون ریویو کا ایک حرف بھی آپکے اس دعویٰ جدید کا مصدق نہیں ہے۔ نہ آپنے براہین احمدیہ میں یہ دعویٰ صراحتًہ یا اشارۃً کیا۔ نہ میں نے اسکی تصدیق و تائید میں کوئی کلمہ لکھا۔ آپ سخت غلطی کرینگے۔ اگر میری عبارت ریویو سے اس جدید دعویٰ کی اثبات کے درپے ہونگے۔ میں کیونکر آپکے اس دعویٰ پر اگر وہ ہوتا سکوت کر سکتا تھا جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کر چکے ہیں اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۹ میں اس سے برخلاف یہ تصریح کر چکے ہیں۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع

ملہ صفحہ (۳۶۴) رسالت ہذا ملاحظہ ہو۔ ان اوصاف میں سے ایک بھی وصف مسیح کا آپ میں نظر نہیں آتا۔ بلکہ ان اوصاف کا کی خلاف آپ میں پایا جاتا ہے۔ مسیح میں اور آپ میں ایسا فرق نظر آتا ہے جیسا زمین آسمان میں فرق ہے۔ صفحہ ۳۰۳ و ۳۶۵ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدّے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک تمیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اسکا مورد ہے''۔ اس عبارت کے سیاق سے اور اسکے ان الفاظ سے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے'' یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپنے اس مقام میں کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے صرف یہودیوں (بزعم جناب مسلمانوں) کی تقلید سے نہیں کہا۔ بناءً علیہ یہ جدید الہام اس الہام قدیم کی مخالف ہے مگر شاید اس میں آپ یہ عذر کریں کہ الہام کی عبارت ایات حلہ تک ختم ہو چکی ہے اور اسکی آخری عبارت جس میں مسیح کے جسمانی مصداق ہونیکا بیان ہے غیر الہامی ہے۔ لہذا میں اس عبارت کو الہامی ٹہراکر تناقض کا الزام نہیں دیتا صرف یہی چاہتا ہوں کہ آپ مضمون عبارت مذکور کے غلط ہونیکا اشتہار دیں اور اس مضمون اور مضمون الہام جدید کو ایک نہ کہیں (۶) مولوی نور الدین صاحب کے خط کی نسبت آپنے اب تک یہی ظاہر نہیں کی میں پھر اس کا مطالبہ کرتا ہوں۔ (۷) فتح اسلام اور توضیح المرام دونو منگائے گئے تھے آپنے ارسال نہیں کئے۔ والسلام مع الاکرام خیر ختام۔ ''ایکا ناصح مشفق

ابو سعید محمد حسین

اس خط کے جواب میں ۲۹ مارچ ۱۸۹۱ء کو لودہانہ سے ایک خط پہنچا جو نہ تو مرزا صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور نہ اسپر مرزا صاحب کا دستخط ثبت تھا اور اسکے ساتھ مرزا صاحب کا وہ اشتہار پہنچا جو ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کو انہوں نے شائع کیا تھا ہمنے اس خط کو اسپر یادداشت ذیل لکھکر واپس کیا وہ یہ ہے ''اس خط پر مرزا غلام احمد صاحب کا دستخط نہیں ہے۔ لہذا واپس ہے قادیانی توجہ دلانا چاہتے ہیں تو اسپر دستخط کرکے واپس کریں''۔ آج بکم اپریل کو اس خط کی نقل واپس آئی ہے جسپر مرزا صاحب کی قلم سے یہ عبارت ثبت ہے ''السلام علیکم اس عاجز کی منشاء کے موافق ہے۔ خاکسار غلام احمد ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء'' جس سے صاف ثابت ہے کہ اس خط کا راقم کوئی اور شخص ہے۔ مرزا صاحب نے اسکی مصدق و موافق ہیں۔ لہذا ہم اس خط کو اپنے رسالہ میں جگہ نہیں دیتے ہم اسکے راقم کو (جسکو ہم پہچان گئے ہیں اور اسکو غیر مہذب اور بے ادب ہونے کے سبب (جسکا ثبوت

عنقریب اسکی ایک تحریر سے ناظرین کو ملیگا) اپنا مخاطب بنانا پسند نہیں کرتے۔ تاہم اس خط کے مضمون کی جسکے تراشے مصدق ہیں جواب دینا ہمارا فرض ہے سو ذیل میں معروض ہے:۔

اس خط میں جو ہمنے خط نمبر ۱۲ کی کسی بات کا جواب نہیں ہے۔ صرف اُسی پرانے دعوے کا اعادہ ہے۔ کہ پرائیویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں انعقاد جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں جسکو آپنے اپنے اشتہار ۲۶ مارچ میں طعن و طنز و سب و شتم سے مملو و مزین کرکے ادا فرمایا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس خط اور اس اشتہار سے آپنے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو قطع کر دیا ہے اور مخاصمانہ مباحثہ کی بنیاد کو قائم و مستحکم کر دیا۔ لہذا ہم بھی آپسے دوستانہ و برادرانہ بحث بلکہ پرائیوٹ ملاقات تک نہیں چاہتے اور مخاصمانہ مباحثہ کیلئے حاضر و مستعد ہیں۔ جس وقت اور جس مقام مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں۔

~ یہ ہمان میدان ہمان چوگان ہمان گو ~

انعقاد مجلس عام کا انتظام آپکے ذمہ ہے کیونکہ پہلے آپ ہی اسکے مدعی ہیں اور بعد تقرری تاریخ و مقام و حسن انتظام حاضر ہونا ہمارے ذمہ۔ آپ جانتے ہیں کہ ماہ اپریل میں ہمارا عزم سفر تھا اسی مباحثہ کے شوق سے ہمنے اس عزم کو فسخ کیا۔ اب ماہ اپریل کو بھی آپنے ٹلایا (جیسا کہ ۱۸ مارچ پھر ۲۳ مارچ کو مقرر کرکے ٹلایا اور اس کا ایفا و اہتمام نہ کیا تھا) تو لوگ آپ کی طرف گریز کو منسوب کریں گے۔ اور صاف کہینگے کہ آپ جلسہ عام کے حیلے و بہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہ اصل مدعا کا جواب ہے۔ رہا جواب سب و شتم و طعن و طنز سو ہماری طرف سے یہی ہے انشاءاللہ آئندہ بھی ہمیشہ یہی رہیگا۔

~ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ٭ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا ~

یہ بدگوئی آپ جیسے مسیح ثانی الہامیوں کے لئے سزاوار ہے۔ اور نورانی روحانی اشخاص کے اپنے بھائیوں سے ایسے ہی اخلاق ہونے چاہئیں۔ آپ اپنے خط نمبر ۱۲ اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر انصاف سے کہیں کہ آپکے الفاظ اشتہار کی نسبت آپکے خطوط و فقرات کیا کہہ رہے ہیں۔ اسی غرض سے ہمنے اُن فقرات پر نوٹ لگائے تھے۔ آپنے ہم پر احسان کیا کہ ہمارے نوٹوں کیطرف ناظرین کو توجہ کرنیکا جلد موقع دیا اور ہمارے حاشیہ نمبر (۱) صفحہ (۲۰۲) کو بخوبی تصدیق کیا۔ ان الفاظ کی تحریر سے آپنے ایک احسان ہم پر یہ کیا کہ ہماری شعر کی جسکی ابھی سہی حسن ظنی کو خیر باد کہلایا اور اُس اسکی تصدیق کو جو ریویو براہین احمدیہ میں ہو چکی تھی اور وہ آپکے جدید الہامات کی نسبت اسے ظاہر کرنے سے مانع تھی آپنے اوٹھا دیا لہذا ہمکو اس بدگوئی کے مقابلہ میں شکریہ واجب ہے نہ اسکی جواب میں ترکی بہ ترکی۔ اس جواب کے لئے اور بہت لوگ ہیں۔ اور مصرع ~ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ~ پر عمل کرنے کو مستعد۔ بہتر ہے کہ آپ اس عادت کو جو ابتدائی زمانہ تالیف براہین احمدیہ سے آپنے اختیار کر رکھی ہے چھوڑ دیں۔ اور اس شعر کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں۔

~ دہن خویش بہ دشنام میالا صائب ٭ کین زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز آید ~ باقی آیندہ

ملہ کو فیصل از مباحثہ ازالۃ الاوہام چھپ چکی ہے۔ تمام نہیں ہوا اور شاید بخوف مباحثہ سے جلد نہ بھی ہو۔ تو جسقدر چھپ چکی ہے اسیقدر بھی۔

ملہ مجبوری سفر پیش آگیا تو جہاں جاؤنگا وہیں سے پہنچ جاؤنگا۔ جب آپ بلائیں گے سفر خرچ دینا آپ ان ہی جگہ ہیں۔